13478 ـ کیا قرآن جمع کرنا اور جمعہ کی پہلی اذان بدعت ہے ؟

سوال

اگر بدعت مردود ہے قابل قبول نہیں تو قرآن مجید جمع کرنے کے بارہ میں کیا ہے ؟ اور اسی طرح دوسری اشیاء کا اضافہ مثلا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اذان میں اضافہ کرنا ؟
برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائيں، کیونکہ بعض لوگ بدعت کی تقسیم کرتے ہوئے بدعت حسنہ کو جائز قرار دیتے ہوئے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں، آیا یہ صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بدعت کی حقیقتا ور اس کے اصول و ضوابط معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (864) اور (205) اور (10843) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

اور آب نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے قرآن مجید جمع کیا تھا، اس کے متعلق گزارش ہے کہ یہ بدعت نہیں بلکہ یہ سنت ہے جس پر لزوم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیتے ہوئے فرمایا:

" تم میری اور میری بعد خلفاء راشدین المھدیین کی سنت کو لازم پکڑو "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2676) سنن ابو داود حدیث نمبر (4607) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (42) اس حدیث کو امام ترمذی نے اور امام حاکم (1 / 177) نے صحیح قرار دیا ہے اور علامہ البانی نے صحیح الجامع حدیث نمبر (2549) میں صحیح کہا ہے، یہ حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے اور یہ خلیفہ راشد ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی سنت میں سے ہے.

اور بدعت اسے کہا جاتا ہے کہ کسی ایسے عمل سے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جائے جس کی مثال پہلے نہ گزری ہو، قرآن مجید تو پہلے سے لوگوں کے سینوں میں اور مختلف تختیوں میں کئی ایك صحابہ کرام کے پاس جمع تھا، اور اس سارے قرآن مجید کو ایك ہی جگہ اور ایك کتاب میں جمع کرنا کوئی منکر کام نہیں.

زید بن ثابت رضی اللہ تعالی کو جب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا تھا تو زید رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

تو میں قرآن مجید کو اوراق اور چمڑے اور ہڈیوں اور کھجور کی چھال اور لوگوں کے سینوں وغیرہ سے جمع کرنا شروع کیا.

قاضی ابو بکر الباقلانی نے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے اس فعل کی کئی ایك وجوہات بیان کی ہیں ان میں سب سے اچھی اور بہت یہ پانچ ہیں:

اول:

رسول کریم صلی اللہ وسلم نے مصلحت کی بنا پر ایسا نہیں کیا اور ضرورت کی بنا پر ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے جمع کر دیا.

دوم:

اللہ سبحانہ و تعالی نے خبر دی ہے کہ یہ صحف اولی میں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اس جیسا ہے فرمان باری تعالی ہے:

اللہ تعالی کا رسول پاك صحیفے تلاوت کرے، جن میں صحیح اور درست احکام ہوں .

تو یہ اللہ اور اس کے رسول کی اقتداء کرتے ہوئے ہوا.

سوم:

انہوں نے اس اللہ تعالی کے درج ذیل فرمان کو ثابت اور پورا کرنا چاہا:

یقینا ہم نے ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں .

یہ اس کے پاس محفوظ تھا، اور اللہ نے ہمیں بتایا کہ اس کے نزول کے بعد بھی اس کی حفاظت کریگا، اور اس کی حفاظت میں یہ شامل ہے کہ اللہ تعالی نے اسے جمع کرنا صحابہ کے لیے آسان کر دیا، اور اس کی تقیید اور ضبط میں ان سب کو جمع فرمایا کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا.

چہارم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو قرآن مجید خود لکھاتے اور اس کی املاء کرواتے تھے، کیا کسی متصور پر اس کے دل میں صحیح معنی مخفی ہو سکتا ہے کہ یہ اس کی کتابت اور ضبط اور صحیفہ میں تقیید پر تنبیہ تھی، اگر اللہ کا اس کی حفاظت کا ضامن ہونے میں امت کا کوئی عمل نہ ہوتا تو اللہ تعالی کا اس کی حفاظت کا ذمہ لینے اور

بتا دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ لکھواتے، لیکن آپ کے علم میں تھا کہ اللہ کی حفاظت میں شامل ہے کہ وہ اسے ہمارے لیے آسان کرے اور اس کی کتابت کی تعلیم دے اور ہمارے مابین صحف میں ضبط کروائے.

پنجم:

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانے سے منع فرمایا ہے" یہ اس کی تنبیہ ہے کہ امت میں قرآن لکھا ہوا ہو گا اور وہ اسے اپنے ساتھ سفروں میں لے کر جائیں گے.

ابو بکر بن العربی کہتے ہیں:

یہ سب سے واضح وجوہات ہیں.

دیکھیں: احکام القرآن (2 / 612).

اور آپ کا یہ کہنا کہ: عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اذان میں کوئی نئی چیز اضافہ کیا تھا، اس کے متعلق ہمیں تو کوئی علم نہیں، لیکن شائد آپ کا اس سے مقصد عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا نماز جمعہ کے لیے پہلی اذان کا اضافہ ہے، اور یہ صحیح ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایك ہی اذان ہوا کرتی تھی، اور جب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو خلافت ملی اور مدینہ میں وسعت ہو چکی تھی اور آبادی پھیل گئی تھی تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ جمعہ کے لیےوقت سے قبل ایك اذان کہی جائے تا کہ لوگ جمعہ کی تیاری کر لیں اور اسے پہلی اذان کہا جاتا ہے.

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے دور میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا، اور جب عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو خلافت ملی اور لوگ زیادہ ہو گئے توانہوں تیسری اذان کا اضافہ کر دیا.

اور ایك روایت میں ہے تو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلی اذان کا حکم دیا، اور ایك روایت میں ہے دوسری اذان کا عثمان رضی اللہ نے حکم دیا.

اس میں کوئی تناقض اور منافاۃ نہیں، اسے تیسری زیادہ کے اعتبار سے کہا گیا ہے، اور اذان اور اقامت سے مقدم ہونے کی بنا پر پہلی کہا گیا، اور دوسری حقیقی اذان کے اعتبار سے نہ کہ اقامت - یہ زوراء پر کہی جاتی تھی.

ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری کہتے ہیں کہ مدینہ کے بازار میں زوراء نامی ایك جگہ تھی جہاں اذان ہوتی.

صحیح بخاری حدیث نمبر (870).

اور یہ اذان بدعت میں شامل نہیں ہوتی بلکہ یہ خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی سنت میں شامل ہوتی ہے جس کے التزام کا حکم دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم میری اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کا التزام کرو "

پھر یہ اذان تو ایك معقول علت کے ساتھ معلول ہے اور وہ یہ کہ لوگوں کو نماز قریب ہونے کی تنبیہ کرنا، اور علم کے لیے یہ بھی ہے کہ اس اذان پر کوئی احکام مرتب نہیں ہوتے مثلا خرید و فروخت کی حرمت یا مسجد جانے کا وجوب، اور پھر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ فقہ میں تھا کہ انہوں نے اسے مسجد میں نہیں بلکہ بازار میں دینے کا حکم دیا، اور اس طرح کی چیز کا زیادہ سے زیادہ صرف لوگوں کو نماز کا وقت قریب ہونے پر متنبہ کرنا، کیونکہ گھروں کی دوری کی بنا پر ایسا ہوا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے.

اس لیے بیان کیا جاتا ہے کہ علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کوفہ میں ضرورت نہ ہونے کی بنا پر اس پر عمل نہیں کیا.

واللہ اعلم .